اہرام کے معمار کون؟

ڈاکٹر زہرا بتول
معاون استاد جامعہ کراچی

ABSTRACT

The construction of pyramids are mysterious to the tourist of all over the world.Experts have all agreed that pyramids contain mysterious energy to which they give the name of Biocosmic Energy.Due to this energy the things inside the pyramid are preserved over a long period of time, but till today the world doesnot know who were the actual builders of these pyramids? By undestanding the Holy Quran we come to the conclusion that these pyramids were built at the time of Hazrat Yousuf A.S and it's complete technolgy was revealed to Hazrat Yousuf A.S by Allah by means of Wahi. After this others also benefited from this technology and then the pyramids were constructed throughout the world. The builders of pyramids knew how to reduce the weight from any weightful matter e.g big and heavy stones. However, we are in need of thorough reading and understanding of the Holy Quran.

اہرام کو پیرامیڈ (Pyramid) بھی کہتے ہیں، پیرامیڈ یونانی زبان کا لفظ ہے جس میں Pyro سے مراد آگ

اورحرارت کے ہیں جبکہ Amid سے مراد وسط یا مرکز کے ہیں اس اعتبار سے اس کے معنی ہوئے وسط میں حرارت یا طاقت کہ یہ نام اہرام میں پوشیدہ بے شمار توانائیوں کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ اہرامیات کے ماہرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہرام کی ساری پراسراریت اور اس میں پائی جانے والی بے انتہاء توانائی کے عظیم ذخائر اس کی مخصوص بناوٹ اور زاویے میں پوشیدہ ہیں لہٰذا وہ ان بے پناہ توانائیوں کے ذخائر کو Bio Cosmic Energy کا نام دیتے ہیں۔ کیونکہ کائنات میں موجود ہر شے سے ہمہ وقت مختلف اقسام کی لہریں خارج ہوتی ہیں جو اپنے اندر مخصوص اثرات بھی رکھتی ہیں، لیکن اہرام کی مخصوص بناوٹ کائنات میں موجود ان لہروں میں سے مثبت توانائیوں کو اپنے اندر ذخیرہ کرتی ہیں۔

اگر دیکھا جائے تو یہ قدیم اہرام انتہائی جدید اور ترقی یافتہ سائنسی تخلیقات کے مظہر ہیں یہ ہزاروں سالوں سے نا صرف لوگوں کی توجہ کا مرکز ہیں بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نت نئے انکشافات اور حیرتوں کا سبب بھی ہیں، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان اہرام کو جس نے بھی زندگی میں ایک بار دیکھا وہ ساری عمر اس کے دام طلسم کا اسیر ہوا، ویسے تو دنیا میں کئی جگہ اہرام پائے جاتے ہیں لیکن مصر کو اس حوالے سے خاص امتیاز حاصل ہے، کیونکہ اہرام کی بڑی تعداد وہاں پائی جاتی ہے، اس کے ساتھ ہی چونکہ مصر کی سات ہزار سال کی تاریخ بھی تحریری شکل میں موجود ہے اور مصر دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو ایشیاء اور افریقہ دونوں جگہ پر موجود ہے، یعنی مصر کے کل رقبے کا چھٹا حصہ ایشیاء میں جبکہ بقیہ حصہ افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ ماہرین انگشت بدنداں ہیں کہ آخر سات ہزار سال قبل یہ اہرام کیسے تعمیر کئے گئے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ!

کانو آ اشد منکم قوة.(۱)

یعنی وہ تم سے زیادہ قوت والے (زور آور) تھے۔

دراصل 'اشد' سختی اور صلابت کو کہتے ہیں۲ اور یہ لفظ شدد سے ماخوذ ہے جس کے معنی بہت شدید، طاقتور، قوی، سخت، مضبوط یا پھر زور آور کے ہیں، قرآن کریم میں یہ الفاظ مختلف اشکال میں مثلاً شددنا، سنشد د، اشدو، شدو، اشدت، شدید، شدیدا، شداد، شدادا، اشدا، اشد، اشدکم، اشدہ، اور اشدھما جیسے الفاظ کے ساتھ کل ۱۰۲ مرتبہ استعمال ہوا ہے، جبکہ انگریزی زبان میں 'اشد' کے مترادف الفاظ more, worse اور stauncher ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے کہ!

اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من قبلہ من القرون من ھو اشد منہ قوة وَاکثر جمعاً ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون.(۳)

یعنی کیا اس کو یہ علم نہ تھا کہ اللہ اس سے پہلے ایسے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے کہ جو اس سے زیادہ قوت

اور جمعیت رکھتے تھے؟

ایک جگہ اور ارشاد خداوندی ہے کہ!

كانو آ اشدَ منهم قوة. (۴)

یعنی وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ! گزشتہ اقوام علوم وفنون میں خاص مہارت رکھتی تھیں، انھوں نے عظیم الشان تعمیراتی کام انجام دیئے، اس کے علاوہ انھوں نے شاندار تہذیب و تمدن کو بھی جنم دیا لیکن کئی علوم ان اقوام کے ساتھ ہی دنیا سے ناپید ہوگئے وہ اقوام Advance Technology سے واقف تھیں Mathamatics پر ان کو خاص عبور حاصل تھا وہ علم جغرافیہ، علم فلکیات کے علاوہ ہیئت اور علم ہندسہ میں بھی خاص مہارت رکھتی تھیں۔ یوں تو اہرام مصر کے علاوہ بھی کئی ممالک میں موجود ہیں لیکن ماہرین اہرامیات اور محققین آج بھی اس گتھی کو سلجھانے میں ناکام ہیں کہ آخر یہ اہرام کس نے تعمیر کئے اور اس کی تعمیر کا اصل مقصد کیا تھا؟

مصر میں دریائے نیل سے ۱۳۰ فٹ کی بلندی پر غزہ کے مقام پر ایک عظیم الشان اہرام موجود ہے جو کہ 'شی اوپس' (Cheops) کا عظیم اہرام مانا جاتا ہے، عام خیال یہ ہے کہ اس اہرام کی تعمیر آج سے پانچ ہزار سال قبل ہوئی یعنی فرعون 'خوفو' کے عہد میں یہ عظیم الشان تعمیر عمل میں آئی 'شی اوپس' کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ یہ دنیا کی وہ واحد عمارت ہے جس کی سمت بندی سب سے درست مانی جاتی ہے یعنی اس کی بنیاد کو ٹھیک شمال، جنوب، مشرق اور مغرب کی سمت میں اس طرح سے رکھا گیا ہے کہ آج ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود ماہرین اس میں پانچ سیکنڈ کی غلطی بھی دریافت نہیں کر پائے ہیں اس کا داخلی زینہ ۱۰۲ متوازی پتھروں پر مشتمل ہے جبکہ چالیس منزلہ بلند یہ عمارت سیاحوں کی دلچسپی کا کئی سامان اپنے اندر لئے ہوئے ہے اس اہرام میں ۹۰ ملین مکعب فٹ پتھر استعمال کیا گیا ہے جبکہ کل پتھروں کا اندازہ ۲۳،۰۰۰۰۰ (تئیس لاکھ) لگایا گیا ہے جبکہ اس کے ہر پتھر کا وزن ۳۔۲ ٹن تک کا ہے۔ یہ امر بھی حیرت سے خالی نہیں کہ! آج سے ہزاروں سال قبل جب سائنسی علوم اور علم ریاضی آج کی طرح ترقی یافتہ نہیں تھے اور نہ ہی اہرام کے ان ماہرین کو جدید انجینئرنگ، جدید اوزان و پیائش اور دیوہیکل مشینری سے واقفیت تھی، تو پھر وہ کس طرح اتنی عظیم الشان عمارات کی تعمیر میں کامیاب ہوئے؟

لیکن کچھ بھی ہو بلا آخر ہمیں یہ بات ماننی ہی پڑے گی کہ اہرام کے معمار کائناتی سربستہ رازوں کے امین تھے اس کے ساتھ ہی وہ Advance Mathamatics اور Trigonometry سے بھی بھرپور واقفیت رکھتے تھے، کیونکہ مصر میں موجود جب دوسرے اہرام کا جائزہ لیا گیا تو یہ معلوم ہوا کہ وہ بھی اپنے اندر ایک شاہکار ہیں۔

شمسی سال کی طوالت

اہرام کے معمار شمسی سال کی طوالت سے واقف تھے اور انھوں نے اپنے اس علم کو اہرام کی تعمیر میں استعمال کیا، کیونکہ نیوٹن نے اہرام کی بنیادی سمت کی لمبائی کو جب ۲۵ سے تقسیم کیا تو اس کا جواب ۳۶۵.۲۴۲۲۴۲ آیا جو کہ شمسی سال کے بالکل برابر ہے۔[۵]

زمین کا کل رقبہ

اسی طرح سے اہرام کے معمار زمین کے کل رقبے کے علاوہ خشکی اور تری کے رقبے سے بھی واقف تھے اور انھوں نے اس فارمولے کو اہرام کی تعمیر میں استعمال بھی کیا جبھی آج کے سائنس دان اس بات پر انگشت بدنداں ہیں کہ! پوری زمین پر اہرام کے علاوہ کوئی بھی ایسا مقام نہیں ہے جس پر خط نصف النہار شمالاً جنوباً اس طرح سے گزرتا ہے کہ خشکی کا رقبہ تری سے بڑا ہو یہی نہیں بلکہ شرقاً، غرباً گزرنے والے متوازی خط کا بھی یہی حال ہے۔[۶]

زمین کا قطبی قطر

زمین سے سورج کا فاصلہ ۹۱.۸۳۷.۴۸۴ میل ہے۔ جبکہ 'شی اوپس' کے عظیم اہرام کی بلندی ۵۸۱۳.۰۱ اہرامی انچ ہے، اہرام کی بلندی کا ۲ سے حاصل ضرب ۱۱۶۹۶.۰۲ اہرمی انچ ہے۔ ۱۱۶۹۶.۰۲ سے ۹۱.۸۳۷.۴۸۴ کا حاصل تقسیم ہے۔ ۷۹۰۹.۷ جو میلوں میں زمین کا ٹھیک قطبی قطر ہے۔[۷]

زمین کا وزن

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ زمین کا وزن ۵.۲۷۳.۰۰۰.۰۰۰.۰۰۰.۰۰۰.۰۰۰.۰۰۰ اہرامی ٹن ہے۔ جبکہ 'شی اوپس' کے عظیم اہرام کا وزن ۵۲۷۳.۸۳۴ اہرامی ٹن ہے، اہرام کے وزن سے زمین کے وزن کو تقسیم کرنے پر ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت زمین کے وزن کا دس ہزار کھرب واں حصہ ہے۔[۸]

زمین سے سورج کا فاصلہ

ماہرین کے اندازے کے مطابق! زمین سے سورج کا فاصلہ ۹۱.۸۳۷.۴۸۴ ہے، جبکہ حیرت انگیز طور پر اہرام کے ماہرین نے آج سے ہزاروں سال قبل اسی پیمائش کو اہرام کی بنیادوں کی تعمیر کے وقت پیش نظر رکھا تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ اہرامیات کے معمار ساری زمین کی پیمائش کے راز سے نا صرف واقف تھے بلکہ انھوں نے اپنے اس علم کو بطور امانت اگلی نسلوں میں اپنی ان عظیم الشان تعمیرات کے ذریعے سے منتقل بھی کیا ہے اور آنے والی نسلوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ بھی علم وفن میں کمال حاصل کر کے دنیا کو حیران و ششدر کر سکتی ہیں۔

تاریخ کے مطالعے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ! حضرت عمرو بن العاصؓ تجارت کے غرض سے اکثر شام اور

فلسطین جایا کرتے تھے، لہٰذا وہ وہاں کے راستوں سے بھی بخوبی واقف تھے، انھیں وہاں کی آب و ہوا، دولت و تجارت اور کشادہ گزرگاہوں نے بے حد متاثر کیا تھا، حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمرؓ سے مصر پر فوج کشی کی اجازت طلب کی لیکن حضرت عمرؓ نے ابتداء میں احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے انھیں اجازت نہ دی لیکن حضرت عمرو بن العاصؓ کے پیہم اصرار پر حضرت عمرؓ راضی ہو گئے اور اس طرح سن ۲۱ھ میں مصر فتح ہو گیا اور عیاض بن غنم عامل مصر مقرر ہوئے، خلافت راشدہ کے بعد بنی امیہ نے بھی مصر کی ترقی میں اپنا کردار ادا کیا لیکن عباسی خلیفہ مامون الرشید کو جب اس کے سراغ رسانوں نے عظیم الشان اہرام، اس کے پوشیدہ اسرار اور اس میں موجود قیمتی تبرکات، قیمتی جواہرات و یادگاریں، مال و دولت، فلکی اعداد و شمار، نقشے، علم ریاضی کے بیش بہا فارمولوں اور ماضی و مستقبل کی عظیم پیشن گوئیوں کی خبریں سنائیں تو وہ ان خبروں سے بے حد متاثر ہوا مامون الرشید طبعیتاً متجسس تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کو علوم و فنون سے بھی خاص دلچسپی تھی جس کے لئے اس کے قیمتی خزآنے کے منہ ہر وقت کھلے رہتے تھے یہی نہیں بلکہ وہ تحقیقی کاموں پر بھاری رقوم پانی کی طرح بہاتا تھا، چنانچہ ۸۲۰ء میں وہ اپنے عظیم الشان لشکر کے ساتھ مصر کی جانب روآنہ ہوا اس کے ہمراہ معماروں، انجینئروں، سنگی کاریگروں، مزدوروں، مترجموں اور دیگر قدیم و جدید علوم کے ماہرین کی فوج ظفر موج بھی تھی جو کہ اہرام کے پوشیدہ اسرار کو جاننے اور سمجھنے کے لئے بے چین تھی۔ مامون اس مہم میں ذاتی طور پر دلچسپی لے رہا تھا مصر پہنچ کر اس لشکر نے اہرام کے گرد ڈیرہ ڈالا مامون نے اپنے سنگی کاریگروں کو حکم دیا کہ وہ اہرام کی دیوار کو توڑ دیں لیکن جدید اور بھاری بھرکم اوزاروں کے متواتر استعمال کے باوجود دیوار کو توڑنا تو درکنار ان مضبوط آہنی دیواروں میں وہ ایک معمولی سا سوراخ بھی نہ کر سکے لہٰذا کئی ہفتوں کی شدید مشقت کے باوجود بھی وہ ابھی تک ناکام و نامراد تھے پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اہرام کے گرد آگ روشن کی جائے تاکہ حرارت سے اس کی دیواروں میں راستہ بنایا جا سکے اس غرض کے لئے منوں اور ٹنوں لکڑیاں جلائی گئیں پھر ان گرم دیواروں پر ٹھنڈے سرکے کے ڈرم کے ڈرم انڈیلے گئے جس سے اہرام کی دیوار میں ایک بڑا شگاف پڑ گیا، مامون اسی شگاف کے ذریعے اہرام میں داخل ہوا، اسے وہاں ایک بڑا صندوق ملا جو کہ زر و جواہرات سے بھرا ہوا تھا لیکن کچھ مورخین کا یہ بھی خیال ہے کہ وہ صندوق خالی تھا بہر حال مہینوں کی جانگسل مشقت کے بعد مامون نے دارالحکومت واپس آنے کا فیصلہ کیا۔

مامون کی طرح نپولین بوناپارٹ بھی اہرام کی پراسرار قوتوں میں خاص دلچسپی لیتا تھا۔ وہ مصر کے ساتھ ساتھ ان عظیم الشان اہرام کی تسخیر کے خواب بھی دیکھ رہا تھا، بلاآخر ۱۷۹۸ء میں نپولین مصر پر فرانسیسی فوج کی قیادت کرتے ہوئے ۳۳۰ جنگی جہازوں پر ۳۶،۰۰۰ افواج کے ساتھ حملہ آور ہوا، اس سفر میں اس کے ساتھ ۱۷۵ ماہرین اہرامیات و مصریات بھی تھے، گھمسان کے معرکے کے بعد بلاآخر نپولین بھی فاتحین مصر میں شامل ہو گیا، نپولین اہرام مصر کی عظمتوں

اور ہولنا کیوں کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا اور اس نے اہرام میں تنہا وقت گزارنے کا فیصلہ کیا لیکن پھر ایک عجیب واقعہ رونما ہوا جب نپولین شاہی سنگی تابوت کے قریب کھڑا تھا تو اچانک اس پر اس کے مستقبل کے انکشافات شروع ہو گئے کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اس کو ایک شعلہ بدن انسان نظر آیا جس نے اس پر طنز وطعنوں کی بوچھاڑ کر دی بہر حال نپولین جب اہرام مصر سے باہر آیا تو وہ بری طرح سے خوفزدہ تھا، کچھ مورخین کا یہ خیال ہے کہ! نپولین کو وہ شعلہ بدن انسان آخری سانسوں تک ڈراتا رہا۔لیکن اپنی اس مہم کی کامیابی کے بعد جب وہ فرانس لوٹا تو اس نے وسیع پیمانے پر اہرام پر تحقیقاتی کام کی ابتداء کروائی۔

مصر جانے والے کچھ سیاحوں کا یہ خیال ہے کہ! اہرام کی تعمیر شیطانی قوتوں نے کی ہے جبکہ کچھ کا ماننا یہ ہے کہ اسے جادو کے زور پر تعمیر کیا گیا ہے، وہ اس میں نادیدہ قوتوں کی موجودگی کا انکشاف بھی کرتے ہیں، اکثریت کا یہ خیال ہے کہ اہرام کی راہداریوں میں ایک نہایت خوبصورت عورت گھومتی ہے جو سیاحوں کو ورغلا کر ان کے خون سے اپنی پیاس بجھاتی ہے۔اہرام کی تعمیرات کے حوالے سے ایک خیال یہ بھی ہے کہ! اسے دیوزادوں نے تعمیر کیا ہے گو کہ عقلی طور پر یہ بات ناقابل قبول ہے لیکن یہ بھی ایک امر حقیقی ہے کہ ان دیوزادوں سے متعلق حقائق پر مشتمل ہمارے پاس ایک بڑا ذخیرہ بھی کتابی شکل میں موجود ہے، اور دنیا کے تقریباً تمام ہی خطوں سے ایسے عظیم الجبثہ انسانوں کے ڈھانچے، کھوپڑیاں اور غیر معمولی جبڑے برآمد ہوئے ہیں جو اس شک کو یقین میں بدلنے کے لئے کافی ہیں، برطانیہ کے ایک محقق 'جون ہیٹل' نے ان دراز قامت نسل پر تحقیق کی اور اس غرض سے اس نے دنیا کے دور دراز علاقوں مثلاً مشرق وسطیٰ کے پراسرار شہر روس سائبیریا کے ویران جنگلات اور منجمد اور بنجر علاقوں کا سفر بھی اختیار کیا اور بلا آخر وہ کئی ایسے شواہد اکھٹے کرنے میں کامیاب ہو گیا جس کے ذریعے سے اس نے یہ ثابت کیا کہ ہزاروں سال قبل زمین پر ۱۰۔۱۳ فٹ لمبے غیر معمولی جسامت کے حامل انسان بستے تھے جن کے جبڑے بھی غیر معمولی تھے جن میں دانتوں کی دوہری قطاریں موجود تھی پھر بائبل کے دور میں ان کا قتل عام کیا گیا لیکن ان میں سے کچھ لوگ اپنی جان بچا کر جنگلوں اور ویرانوں میں جا بسے جون ہیٹل کا یہ ماننا ہے کہ اب بھی دور دراز جنگلوں اور ویرانوں میں ان کی اولادیں موجود ہیں9

بہر حال محققین اب تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے ہیں کہ آیا ان عظیم الشان اہرام کی تعمیرات کب، کیسے اور کس کے ہاتھوں انجام پائی؟ نیز اہرام کی تعمیرات کے اصل مقاصد کیا تھے؟

لیکن قرآن کریم میں تفکر سے ہم پر اس راز کی عقدہ کشائی ہوتی ہے کیونکہ سورہ یوسفؑ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کے قصے کو بیان کیا ہے جس پر غور وفکر سے کئی الجھی گتھیاں سلجھتی ہیں لیکن اس سلسلے میں مختصراً تاریخی حقائق کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے، حضرت اسحاقؑ کے پوتے اور حضرت ابراہیمؑ کے پر پوتے

تھے، حضرت یعقوبؑ کی چار ازواج تھیں جن سے ان کے بارہ بیٹے تھے یعنی حضرت یوسفؑ اور ان کے چھوٹے بھائی بن یامین ایک زوجہ سے جبکہ باقی دس دیگر ازواج سے تھے حضرت یعقوبؑ فلسطین کی وادی حبرون (موجودہ الخیل) میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہائش پذیر تھے جہاں پہلے ان کے والد اسحاقؑ اور دادا حضرت ابراہیمؑ بھی رہا کرتے تھے اگر بائبل کے علماء کی تحقیق کو درست مان لیا جائے تو حضرت یوسفؑ کی پیدائش ۱۹۰۶ ق م میں ہوئی ۱۰ پھر جب آپ سن شعور کو پہنچے تو آپ کو سچے خواب آنا شروع ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سچے خواب کی تعبیر کا خصوصی علم اپنی رحمت خاص سے عنایت فرمایا تھا یہ علم دراصل لاشعوری حواس کا علم ہے اور یہ امر طے شدہ ہے کہ انسان کا شعور اور لاشعور زمان و مکان کی حد بندیوں سے ماوراء ہوتے ہیں۔

جب حضرت یوسفؑ کی عمر سترہ سال کی ہوئی تو ان کے بھائیوں نے آپ کو بہانے سے ایک کنویں میں پھینک دیا اور اپنے والد حضرت یعقوبؑ سے کہا کہ ہم کھیل کود میں یوسف کا صحیح طور پر خیال نہ رکھ سکے اور ایک بھیڑیا انھیں کھا گیا۔ جس قافلے نے انھیں کنویں سے نکالا وہ اردن کے مشرق سے آرہا تھا جبکہ مصر میں اس وقت پندرہویں خاندان کی حکمرانی تھی جو کے مصر میں چرواہے بادشاہ کے نام سے جانے جاتے ہیں یہ لوگ عربی النسل تھے اور انھی چرواہے بادشاہوں میں جس کا نام 'اپوفیس' تھا وہی حضرت یوسفؑ کا ہم عصر بھی تھا حضرت یوسفؑ کو بہ حیثیت غلام کے عزیز مصر کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا جہاں اس کی بیوی زلیخا آپ پر فریفتہ ہوئی اور پھر ایک الزام میں آپ کو قید کر لیا گیا لیکن قید خانے میں بھی آپ ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتے، اور اکثر قیدیوں کو ان کے خواب کی تعبیر بھی بتایا کرتے تھے انھی قیدیوں میں سے ایک قیدی کو جب آپ نے اس کے خواب کی تعبیر کے جواب میں کہا کہ تم عنقریب رہا ہو جاؤ گے لیکن جب تم رہا ہونا تو اپنے بادشاہ سے میرا ذکر ضرور کرنا لیکن وہ قیدی رہائی کے بعد اس بات کو بھول گیا اور اس طرح سے مزید اور کئی سال بیت گئے پھر بادشاہ وقت نے ایک خواب دیکھا جس کا قرآن کریم میں اس طرح سے ذکر موجود ہے کہ!

وقال الملک انی اریٰ سبع بقرٰت سمانٍ یا کلھن سبع عجاف وسبع سنبلت خضرٍ واخر یبست ط یایھا الملا افتونی فی ریای ان کنتم للریاتعبرون o قالوا اضغاث احکام وما نحن بتاویل الاحلام بعلمین o وقال الذی نجامنھاواذکر بعد امةٍ انا انبکم بتاویله فارسلون o (۱۱)

یعنی ایک روز بادشاہ نے کہا کہ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں، اور اناج کی سات بالیاں ہری ہیں اور دوسری سات سوکھی ہیں۔ اے اہل دربار! مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خوابوں کا مطلب سمجھتے ہو۔ لوگوں نے کہا کہ! یہ تو

پریشان خوابوں کی باتیں ہیں اور ہم اس طرح کے خوابوں کا مطلب نہیں جانتے ہیں۔

ان دو قیدیوں میں سے جو شخص بچ گیا تھا اور اسے ایک مدت دراز کے بعد اب بات یاد آئی اس نے کہا کہ! میں آپ حضرات کو اس کی تاویل بتاتا ہوں، مجھے ذرا قید خانے میں یوسفؑ کے پاس بھیج دیجئے۔

یوسف ایها الصدیق افتنا فی سبع بقرٰتٍ سمان یاکلهن سبع عجاف وسبع سنبلٰتٍ خضر واخر یبست لعلیٓ ارجع الی الناس لعلهم یعلمون o قال تزرعون سبع سنین دابا فما حصدتم فذروه فی سنبله الا قلیلا مما تاکلون o ثما یاتی من بعد ذٰلک سبع شداد یاکلن ما قدمتم لهن الا قلیلا مما تحصنون o ثم یاتی من بعد ذٰلک عام فیه یغاث الناس و فیه یعصرون o (۱۲)

یعنی اس نے جا کر کہا! یوسفؑ اے سراپا راستی، مجھے اس خواب کا مطلب بتا کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیاں ہری ہیں اور سات سوکھی شاید کہ میں ان لوگوں کے پاس واپس جاوں اور شاید کے وہ جان لیں، یوسفؑ نے کہا! سات سال تک لگاتار تم لوگ کھیتی باڑی کرتے رہو گے۔ اس دوران میں تم لوگ جو فصلیں کاٹو ان میں سے بس تھوڑا سا حصہ جو تمھاری خوراک میں کام آئے نکالو اور باقی کو اس کی بالیوں میں ہی رہنے دو۔ پھر سات برس بہت سخت آئیں گے۔ اس زمانے میں وہ سب غلہ کھا لیا جائے گا جو تم اس وقت کے لئے جمع کرو گے اگر کچھ بچے گا تو وہی جو تم نے محفوظ کر رکھا ہے۔ اس کے بعد پھر ایک سال ایسا آئے گا جس میں باران رحمت سے لوگوں کی فریادرسی کی جائے گی اور وہ رس نچوڑیں گے۔

اس شخص نے جب بادشاہ مصر کو حضرت یوسفؑ کی بتائی ہوئی تعبیر بتائی تو بادشاہ اس تعبیر کو سن کر مطمئین ہو گیا اس نے حضرت یوسفؑ کی معاملے کی تحقیق کروائی اور انھیں باعزت بری کیا، وہ ان کے حسن و جمال، بزرگی، خدا ترسی، قدر و منزلت اور رعب و دبدبے سے بے حد متاثر ہوا پھر اس نے آپ کو اپنے دربار میں بلوا کر آپ کی بہت عزت افزائی فرمائی۔

خواب کی تعبیر کو جان لینے کے بعد بادشاہ مصر نے اپنے دربار میں تمام ماہرین کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کے آخر ہم اس مشکل سے کس طرح سے عہدہ براء ہو سکتے ہیں، لیکن پورے دربار میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں تھا جو اس مشکل کا حل بتا سکتا۔ پھر ایسے میں حضرت یوسفؑ نے قحط سالی سے بچنے کے لئے کچھ تجاویز پیش کیں جنھیں سن کر بادشاہ بہت خوش ہوا، اس نے حضرت یوسفؑ کو ان تجاویز پر عمل کرنے کی مکمل اجازت دے دی، پھر حضرت یوسفؑ نے عرض کیا کہ!

قال اجعلنی علی خزآین الارض انی حفیظِ علیم ٥(۱۳)
یعنی یوسف نے کہا کہ! ملک کے خزآنے میرے سپرد کردیجئے، میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔

یہ سن کر بادشاہ نے کہا کہ! تو میرا نائب ہے آج سے تیرا حکم میری رعایا پر چلے گا، اور اس نے فیصلہ کیا کہ جو تجاویز حضرت یوسفؑ نے قحط سالی کے لئے دی ہیں وہ خود ہی اس پر عمل درآمد بھی کروائیں۔ اس سلسلے میں بادشاہ نے شاہی کونسل سے منظوری بھی لے لی اور بادشاہ نے حضرت یوسفؑ سے نہایت عزت واحترام سے کہا کہ! آپ اس مسئلے سے نبٹنے کے لئے پیش بندی کریں۔۱۴ اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے سوائے تخت شاہی کے بقیہ تمام اختیارات حضرت یوسفؑ کو سونپ دیئے، اختیارات کے حصول کے بعد حضرت یوسفؑ نے انتظامی امور کی نگرانی شروع کردی اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پہلے مرحلے میں زیادہ سے زیادہ اور اچھی فصل اگانے اور بنجر زمین کو زرخیز بنانے کی پالیسی اختیار کی اور اس طرح سے کچھ ہی عرصے میں بہت اچھی فصلیں تیار کرلی گئیں۔ پھر اگلا مرحلہ جو سب سے زیادہ پیچیدہ تھا کہ اتنے لمبے عرصے تک اناج کے اتنے بڑے ذخیرے کی آخر کس طرح سے حفاظت کی جائے کہ وہ موسم اور کیڑے مکوڑوں کے اثرات سے بھی محفوظ رہ سکے اور اس کے ساتھ ہی اس کی تازگی بھی برقرار رہ سکے۔

لہٰذا اس پیچیدہ ترین مسئلے کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو بذریعہ وحی اہرام بنانے کی مکمل ٹیکنالوجی کا وہ علم منتقل فرمایا کہ آج ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود بھی دنیا حیران ہے کہ آخر یہ حیرت انگیز تعمیر کیونکر وجود میں آئی یعنی جو اہرام آج تک ایک معمہ بنے ہوئے ہیں کہ اس کے اصل معمار کون تھے؟ تو اس کا سادہ سا جواب ہے کہ دنیا کے پہلے اہرام کی بنیاد حضرت یوسفؑ نے رکھی، تاکہ اناج کو تادیر اس کی اصل شکل وصورت میں محفوظ کیا جاسکے اس غرض کیلئے مخروطی شکل کے اہرام تعمیر کئے گئے اور یہ حضرت یوسفؑ کے علم نبوت کا اعجاز تھا کہ آپؑ نے مصر کے اس قدیم معاشرے میں ایسی جدید سائنسی عمارت کی بنیاد رکھی جو ہزاروں سال سے قائم ہے۱۵ جب ہم قرآن کریم میں تفکر کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سیارے کے لئے مخصوص مقداریں متعین کردی ہیں جبکہ ان مقداروں کا علم ہی جیومیٹری کا علم کہلاتا ہے، دراصل جیومیٹری ایسے فارمولوں کا علم ہے جس میں تمام کہکشانی نظام اور لاشمار دنیاوں کی زمین شامل ہیں شمالاً جنوباً لہروں کا چلنا اور ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر اپنا 'تعامل' برقرار رکھنا جیومیٹری یا مقداروں کا علم کہلاتا ہے، حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ نے خواب اور کشش کا قانون سکھایا یہی نہیں بلکہ کشش ثقل اور جن لہروں نے زمین کی بیلٹ کو سنبھالا ہوا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کے تابع کردیا لہٰذا اسی قانون، علم اور ٹیکنالوجی کے ذریعے سے جو کہ وحی الٰہی کے ذریعے سے انھیں ودیعت کی گئی تھی انھوں نے اہرام تعمیر کئے، بعد میں جب یہ علم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا گیا تو

ہمیں دنیا میں جا بجا اہرام نظر آنے لگے[۱۶]۔ چونکہ اہرام کی ساخت میں ایک نامعلوم مگر انتہائی طاقتور توانائی موجود ہے، اور اس کی مخصوص مخروطی شکل ان برقی مقناطیسی لہروں کو مسلسل اپنی جانب کھینچتی ہیں اور اس طرح اس میں Cosmic Rays کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اہرام اپنے اندر انتہائی توانائی کی ایک قطعی نامعلوم قسم کو نا صرف مجتمع رکھتا ہے بلکہ وہ اس کو برقرار بھی رکھتا ہے۔ چونکہ اہرام میں ہمہ وقت Electric and Megnatic توانائیوں کا اخراج ہوتا رہتا ہے اور اس قوت کی سب سے زیادہ اثر پذیری اہرام کے اندر نوک کے عین نیچے ایک تہائی (۱/۳) اونچائی پر ہوتی ہے[۱۷]۔ اس قانون کی وضاحت میں ڈاکٹر غلام جیلانی برق کہتے ہیں کہ! کائنات کی ہر شے سے خواہ وہ زمینی ہو یا آسمانی، اس میں سے ہر وقت غیر مرئی لہروں کا اخراج ہوتا رہتا ہے جبکہ یہ لہریں اپنے اندر مختلف منفی اور مثبت اثرات بھی رکھتی ہیں[۱۸]۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ زمین کی بیلٹ محوری اور طولانی حرکات پر قائم ہیں محوری حرکات شمالاً جنوباً حرکت کرتی ہیں جو اپنے اندر ٹھنڈک کے اثرات رکھتی ہیں اس کے ساتھ ہی یہ محوری حرکات طولانی حرکات پر غالب بھی ہوتی ہیں یہی نہیں بلکہ یہ محوری حرکات مسلسل ہوتی ہیں جن میں سیکنڈ کے ہزارویں حصے کے برابر بھی توقف کا امکان نہیں ہے۔ اہرام کے معماران زمینی حرکات کے قانون اور فارمولوں سے مکمل واقف تھے لہٰذا انھوں نے اس قانون کو اہرام کی تعمیر میں بڑی کامیابی سے استعمال بھی کیا۔ اگر آج کے اس ترقی یافتہ دور میں اس قانون کو ملحوظ رکھتے ہوئے عمارات کی تعمیر کی جائے تو یقیناً اس کے بھی ۱۰۰ فیصد مثبت نتائج مرتب ہوں گے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ! حضرت یوسفؑ کے دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی ہمارے آج کے اس دور سے کہیں زیادہ فعال اور ترقی یافتہ تھی، اگر ہم اہرام میں لگے ہوئے پتھروں کے بلاک کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ ان میں سے ہر ایک کا وزن ۹۰ سے ۶۰۰ ٹن تک تھا، اتنے وزنی پتھروں کو پہاڑوں سے کاٹنا، انھیں دور دراز مقام سے لانا پھر انھیں اونچائی میں کئی منزلوں تک پہنچانا بظاہر ناممکن لگتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایسے ۲۳ لاکھ پتھروں سے بنے ہوئے، انسانی محنت کے اس فلک رفعت ہمالیہ کو دیکھ کر بے اختیار اقبال کے یہ اشعار یاد آجاتے ہیں کہ!

اس دشت جگر تاب کی خاموش فضاء میں
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیئے تعمیر!
اہرام کی عظمت سے نگوں سار ہیں افلاک
کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر[۱۹]

لیکن کچھ بھی ہو اس دور کے عظیم سائنس دانوں نے کشش ثقل کو کم سے کم کرنے یا اسے بالکل ختم کرنے کا

فارمولا دریافت کرلیا تھا۔ ۲۰ اور اس علم پر دسترس کا مطلب یہ ہوا کہ! اشیاء چاہے کتنی بھی وزنی ہوں وہ انسانی ہاتھوں میں محض کاغذ کے ایک ٹکڑے کے برابر ہی محسوس کی جائیں گی یعنی وزنی شے کا تمام وزن نفی کر دینے کا فارمولا وہ جان چکے تھے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ!

الم ترو ان اللہ سخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض واسبع علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنۃ ط ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتب منیرO (۲۱)

یعنی کہ! تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمھارے لئے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟ اس پر حال یہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ ہیں کہ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی علم ہو، یا ہدایت، یا کوئی روشنی دکھانے والی کتاب۔

قرآن کریم میں اس جیسی ۷۵٦ آیات ہیں جو بنی نوع انسان کو کائنات میں غور فکر کی دعوت دے رہی ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ انسان اب تک قرآن کریم جیسے عظیم سرمائے سے استفادہ نہیں کر پایا۔ ایک ماہر اہرامیات 'چارلس لیٹی مڑ' نے تو اہرام کی سحر انگیزی میں مبتلا ہو کر یہاں تک کہہ دیا کہ! بلاشبہ یہ درست ہے کہ ہمارے اوزان اور پیائش کی اکائیوں میں موجودہ دور میں ترمیم کی ضرورت ہے۔۔۔ ہمیں درجہ کمال تک پہنچی ہوئی قدیم و مقدس تاریخ کی طرف لوٹنا پڑے گا۔ اس مذہب کی طرف جو یہ ثابت کرتا ہے کہ نسل انسانی خود بخود ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی موجودہ صورت تک نہیں پہنچی ہے، بلکہ خالق کائنات نے انسان کو اسی موجودہ صورت میں پیدا کیا ہے۔۔ لیکن ہمیں ایسا کمال کہاں سے مل سکتا ہے؟ میرا جواب کہ! گیزا کے عظیم اہرام سے، کیونکہ ان سنگی ستونوں میں معیاری اوزان و پیائش کے پیمانے موجود ہیں، اس میں زمین و آسمان کی ہم معیاریت اور تناسب پوشیدہ ہیں۔ ہمارے قدیم اور جدید موروثی نظام کا ایک ایسا انجذاب موجود ہے کہ لگتا ہے کہ جیسے خود خالق کائنات نے ہمیں اسے ودیعت کیا ہے۔۔ میں اپنے امریکی ہم وطنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بڑی احتیاط سے اس موضوع کا مطالعہ کریں اور اسے سمجھنے اور پھر کام میں لانے کی کوشش کریں۔ ۲۲

لیکن آخر میں اس بحث کو سمیٹتے ہوئے میں صرف اتنا ہی کہوں گی کہ! بے شک اس زمین پر موجود یہ اہرام کائناتی شعور کی نمائندگی کرتے ہیں جس کی راہداریوں میں پوشیدہ اور موجود عظیم علوم کو دنیا ایک نہ ایک دن سمجھنے میں ضرور کامیاب ہو جائے گی۔

حوالہ جات

۱۔سورہ التوبہ،آیت نمبر۶۹

۲۔غلام احمد پرویز،لغات القرآن،ناشر طلوع اسلام لاہور،ایڈیشن چہارم ۱۹۹۸ء،ص ۹۳۶

۳۔سورہ القصص،آیت نمبر ۷۸

۴۔سورہ الروم،آیت نمبر۹

۵۔راجپوت اقبال احمد،اہرام مصر اور فرعونوں کے عجائبات،سائنس ڈائجسٹ پبلی کیشنز کراچی،۲۰۰۰ء،ص ۸۲

۶۔ایضاً ص ۸۲

۷۔ایضاً ص ۸۲

۸۔ایضاً ص ۸۲

۹۔ The Secret Forces of the Pyramid by,Warren Smith,Publisher,Kensington Publishing Corporation 1975,pg 120

۱۰۔ The Holy Bible,by Metthew 1537,Pubisher,John Roger

۱۱۔سورہ یوسف،آیت نمبر ۴۳۔۴۵

۱۲۔سورہ یوسف،آیت نمبر ۴۶۔۴۹

۱۳۔سورہ یوسف،آیت نمبر ۵۵

۱۴۔خواجہ شمس الدین عظیمی،محمد رسول اللہ ﷺ (جلد سوم)،الکتاب پبلی کیشنز کراچی،اشاعت سوم ۲۰۰۳ء،ص ۱۸۶

۱۵۔ایضاً،ص ۱۸۷

۱۶۔ایضاً،ص ۲۰۸

۱۷۔ایضاً،ص ۲۰۱

۱۸۔ڈاکٹر غلام جیلانی برق،من کی دنیا،شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ لاہور،۱۹۶۰ء،ص ۲۱۶

۱۹۔علامہ اقبال،ضرب کلیم (کلیات اقبال)،خزینہ علم وادب لاہور،۲۰۰۶ء،ص ۶۰۷

۲۰۔محمد رسول اللہ ﷺ،ص ۲۰۵

۲۱۔سورہ لقمان،آیت نمبر ۲۰

۲۲۔اہرام مصر اور فرعونوں کے عجائبات،ص ۸۹۔۹۰